فرانسس ڈبلیو پریچیٹ[1]
* محمد سلمان بھٹی
** محمد نعیم سرور

داستان کا احیا"ایک جائزہ"

Abstract:

The fictional literature of any language is verily worth enough to feel pride on it. Urdu language can also be a lucky language in this regard. This is a common misconception that fiction is something to be read whereas it is more linked with narration and listening. This study is an Urdu translation of the English study conducted by Francis W Pritchett. This study aims at highlighting the importance of fiction writing in Urdu language for the readers of Urdu function by focusing on the research and critical studies conducted on fiction. This study also explored the minute difference between fiction and story. This study is an attempt to encompass all the critical and research studies conducted on fiction till 1990 and Dastan Ameer Hamza is presented as representative of the fiction work. In this regard the information given in Appendix will prove quite interesting and helpful for the fiction lovers.

خلاصہ

کسی بھی زبان کا داستانوی ادب یقیناً اس قابل ہوتا ہے جس پر بجا طور پر فخر کیا جاسکے اور اُردو بھی اس حوالے سے خوش قسمت زبان سمجھی جاسکتی ہے۔ ایک عام غلط فہمی یہ ہے کہ داستان کو پڑھنے کی شے سمجھ لیا گیا ہے حالانکہ اس کا تعلق سنانے اور سننے سے ہے۔ مقالہ فرانسس ڈبلیو پریچٹ کے ایک انگریزی مقالے کا اُردو ترجمہ ہے۔ جس کا مقصد اُردو داستان سے شغف رکھنے والے قارئین کے لیے داستانوں پر کیے گیے تحقیقی و تنقیدی کوششوں کو منظر عام پر لاتے ہوئے اُردو ادب میں داستان کی اہمیت کو واضح کرنا ہے۔ مقالے میں داستان اور قصہ کے باریک فرق کو بیان کرنے کی بھی کوشش کی گئی ہے۔ مقالہ اپنی دانست میں 1990ء تک اُردو داستان پر کیے گیے تقریباً تمام تر تحقیقی و تنقیدی کام کا احاطہ کرنے کی کوشش ہے، جس میں داستان امیر حمزہ نمائندہ داستان کے طور پر پیش کی گئی ہے۔ اس سلسلے میں ضمیموں میں درج معلومات بھی داستان کے قارئین کے لیے خالی از دلچسپی نہ ہوں گی۔

کلیدی الفاظ:

داستان، طلسم، امیر حمزہ، نسخہ، جلد، گیان چند، داستان، صوفیا، بوستان خیال، گل بکاولی، بیاض، حاتم طائی، شمس الرحمن فاروقی، جاہ۔

قبل از قصہ:

فرانسس ڈبلیو پریچیٹ 1982ء میں کولمبیا یونیورسٹی سے منسلک ہوئیں۔ لمحہ موجودہ میں کولمبیا یونیورسٹی میں اعزازی پروفیسر کے طور پر خدمات انجام دے رہی ہیں۔ اُردو کے حوالے سے اُن کا تحقیقی و تنقیدی کام "Nets of Awareness: Urdu Poetry and Its Critics"، "Marvelous encounters: Folk romance in Urdu and Hindi"، "Urdu Meter: A Practical Handbook"، "The Romance Tradition in Urdu: Adventures from the Dastan of Amir Hamzah" انتظار حسین کے ناول "بستی" اور غالب کی منتخب شدہ غزلوں کے انگریزی ترجمہ کی صورت میں شایع ہو چکا ہے ۔(1) ان تصانیف کے علاوہ امریکہ سے شایع ہونے والے تنقیدی و تحقیقی مجلے "The Annual of Urdu Studies" میں بھی کئی تنقیدی مضامین شایع ہو چکے ہیں۔ زیر نظر مضمون "**داستان کا احیاء، ایک جائزہ**" کا ترجمہ فرانسس ڈبلیو پریچیٹ کے انگریزی مضمون "The **DASTAN** REVIVAL: AN OVERVIEW" کو سامنے رکھ کر کیا گیا ہے۔

مصنفہ نے اس مضمون کے آخر میں Appendix-A اور Appendix-B درج کیے ہیں۔ جنہیں ترجمہ کرتے وقت مضمون کے آخر میں بالترتیب ضمیمہ اول اور ضمیمہ دوم کے نام سے درج کیا گیا ہے۔ جبکہ مترجم کے حواشی و حوالہ جات کو "حواشی و حوالہ جات مترجم" کے عنوان سے ترتیب دیا ہے۔ ضمیمہ اول کے لیے متن میں نمبر شمار کی حسابی ترتیب نہیں کیونکہ مصنفہ نے داستان امیر حمزہ اور دیگر داستانوں کی جلدوں کی ترتیب اسی طرح دی ہے جس ترتیب سے مصنف (شمس الرحمن فاروقی) نے داستانوں کا مطالعہ کر کے اُن پر تحقیق کی۔ ان میں جن جلدوں کے شروع میں (*) کی علامت درج ہے، وہ ایسی جلدیں ہیں جن میں دوران مطالعہ شمس الرحمن فاروقی نے حواشی بھی درج کیے ہیں۔ اس کے علاوہ ضمیمہ اول میں جہاں مصنفہ کی فراہم کردہ فہرست میں جہاں کہیں کسی تفصیل کی ضرورت محسوس کی گئی ہے تو وہاں حوالے کے نیچے اس سے متعلقہ تفصیل بھی درج کر دی ہے جو اضافی ہے۔ ضمیمہ دوم میں بھی نمبر شمار نہیں دیے گئے کیونکہ مصنفہ نے جن رسائل و جرائد یا کتب سے استفادہ کیا ان کے متعلق متن میں کچھ معلومات تو درج کر دیں ہیں لیکن بعینہ ایک حوالے کے کوئی حوالہ نقل نہیں کیا یعنی ان مضامین کے مطالعہ کے بعد قائم کی گئی اپنی رائے کا اظہار مقالہ میں کیا ہے اور ساتھ ہی ساتھ ضمیمہ دوم میں وہ کتابیات بھی فراہم کر دی ہیں تاکہ قاری کے لیے اُن کتب یا رسائل سے براہ راست استفادہ کرنا آسان ہو جائے۔ ان میں کچھ حوالے ایسے ہیں جن کے لیے مصنفہ نے متن میں ہی متعلقہ کتاب کا صفحہ نمبر اور سنین درج کیے ہیں لیکن ترجمہ کرتے وقت اُن سنین اور صفحات کو ضمیمہ دوم کی کتابیات اور سائل میں شایع ہونے والے موضوعات اور متن سے تحقیق کر کے **"حواشی و حوالہ جات مترجم"** میں ترجمہ شدہ متن میں دیے گئے نمبر شمار کی ترتیب سے درج کیا ہے۔ لیکن ضمیمہ دوم ویسے ہی ترتیب دیا گیا ہے جیسے مصنفہ نے ترتیب دیا ہے۔

زیر نظر ترجمہ شدہ مضمون 1990 میں امریکہ سے شایع ہونے والے تنقیدی و تحقیقی مجلے "The Annual of Urdu Studies" کی جلد 7 میں شایع ہوا۔ گزشتہ 27 برسوں میں کئی سماجی، سیاسی، سائنسی، مذہبی، تہذیبی اور ثقافتی تبدیلیوں نے دنیا کو متاثر کیا ہے، یقیناً اس دوران ادب نے بھی کئی کروٹیں بدلیں۔ لہٰذا یہ ضروری نہیں کہ موجودہ تناظر میں اس مقالے سے کلی و جزوی اتفاق یا اختلاف کیا جائے۔ لیکن امید کی جاسکتی ہے کہ اُردو داستان سے شغف رکھنے والے طلباء اور عام قارئین کے لیے یہ مقالہ بنیادی حیثیت کا حامل ہوگا اور خارج از دلچسپی نہ ہوگا۔

بالآخر ایک عرصے سے نظر انداز ہونے والی **"داستان"** ادبی منظر نامے پر اپنے خدوخال سمیت اُبھری۔ تاحال کئی ناقدین کے لیے برصغیر میں اس کی حدود غیر متعین اور "سمندری رستوں کے نقشہ نویسوں"(2) کے لیے پانیوں کے ارد گرد ہی رہی ہے۔ بچپن میں ہر کسی کا داستان سے واسطہ پڑا جبکہ کچھ اس سے بعد میں متعارف ہوئے۔ **"ترقی پسندوں"** کا پختہ یقین ہے کہ **"حقیقت نگاری"** کے فقدان کی بدولت داستان سماجی مقاصد حاصل کرنے میں حد درجہ غیر متاثر رہی ہے، جبکہ **"جدت پسند"** اولین مکتبہ فکر سے قطعی جداگانہ طرز فکر رکھتے ہوئے اپنا ترجیحی نکتہ نظر پیش کرتے ہیں کہ اردو فکشن مغربی تصوراتی روایت کے پس منظر کا متضاد ہے۔ عرصہ دراز تک داستان کو نظر انداز ہی کیا جاتا رہا، یہاں تک کہ جنوبی ایشیا یا دنیا میں اپنا منفرد دوروایتی مقام رکھنے والی **"داستان امیر حمزہ"** مطبع: نول کشور پریس(3) کی مکمل متن پر مشتمل چھیالیس کی چھیالیس جلدیں کہیں موجود نہ تھیں۔

اس سے قبل داستان کے دفاع میں اکثر سخت بحث ہوتی رہی، لکھنوی تانیثی محاورے، زرق برق پوشاکوں کا ذکر، کشتی کے داؤ پیچ اور شرائط، پُر تکلف ضیافتوں کی تفاصیل، اپنی متروک زبان و محاورے کی جانب فخراً اشارہ، جنوبی ایشیا کے قدرتی خطے کا بیان اور داستان کو اردو نثر کی ترویج میں اہم سمجھنا، یہاں تک کہ ان دلائل سے داستان کے **"حقیقی زندگی"** سے منسلک ہونے کا جواز فراہم کرنے کی بھی کوشش کی جاتی رہی۔

اب تک داستان کا دفاع کرنے والے سنجیدہ اور قابل قدر لوگوں میں اشرف صبوحی دہلوی(4) کی کوشش اس سلسلے میں منفرد حیثیت رکھتی ہے، اُن کی میر باقر علی کے حوالے سے تحریر کردہ یادداشت جو 1943 میں شایع ہوئی نا صرف ایک سوانحی خاکے کا درجہ رکھتی ہے بلکہ داستان گوئی کی منفرد شکل بھی ہے۔ دس برس بعد محمد حسن عسکری نے بھی دیگر ادباء کی طرح اس دشت میں صدا بلند کی اور ایک جلد **"طلسم ہوشربا"**(5) سے انتخاب کر کے شایع کی۔ **"رازیزدانی"**(6) کا قابل قدر مقالہ اور اس ضمن میں **"وقار عظیم"**(7) کی اس روایت کے عمومی دفاع میں پیش کی گئی تمام

تر سنجیدہ کوششیں 1960ء کے اوائل ہی میں منظر عام پر آئیں۔ اس سلسلے کی مشترکہ کوششوں کی ایک کڑی "**رئیس احمد جعفری**"(8) کی طلسم ہوشربا بھی 1964 ہی کے دوران منظر عام پر آئی۔ اس مختصر مدت کے دوران مذکورہ عشرے کے آخر میں داستان پر "**فرمان فتح پوری**"(9) اور ان سب میں داستانوی نثر پر قابل قدر کاوش "**گیان چند**"(10) ہمارے لیے بیش قدر حوالہ ثابت ہوتی ہے۔ "کلیم الدین احمد "(11) بھی اپنی خود سری سے ہٹ کر داستان کے لیے دیگر ادبی اصناف کی نسبت نرم رائے رکھتے ہوئے خود کو داستان کے حواریوں میں شامل کرتے ہیں۔

اس ابتدائی مکتبہ فکر کی اولین کوششوں کے بعد تاحال سوائے "راہی معصوم رضا(12)" کی "**Indic**" (13) کے تناظر میں طلسم ہوشربا کی تہذیبی و ثقافتی معنویت کو سمجھنے کی انتہائی سنجیدہ کوشش کے علاوہ اور کوئی کوشش دکھائی نہیں پڑتی۔ لیکن اب لگاتار ہمیں داستان پر تین کتب دستیاب ہوتی ہیں جو 1987ء میں طبع ہوئیں، ان میں دو سہیل احمد خان اور ایک سہیل بخاری (14) کی تحریر تھی۔ ان تینوں میں سے سہیل احمد خان کی کتاب "**داستان در داستان**" اپنے عنوان سے مناسبت نہیں رکھتی کیونکہ اس میں داستان سے متعلق خاطر خواہ مواد موجود نہیں۔ یہ محض ان مختلف اُردو ناقدین کی آرا پر مبنی روایتی کہانیوں پر مشتمل تنقیدی مضامین ہیں جنہیں از سر نو شایع کیا گیا ان میں کچھ دوسری زبانوں (**کتھا سرت ساگر، الف لیلہ**) اور کئی مختصر قصے (**سب رس، مذہب عشق، اور باغ بہار جس کا ذکر یقیناً ناگزیر تھا۔**) شامل ہیں، اس میں شامل آخری مضمون دراصل "**لوگ کہانیاں** " کے موضوع پر ہے۔

اس وقت "**داستان**" کی تعریف کا معاملہ کسی حد تک توجہ طلب ہے۔ **داستان** اور **قصہ** دونوں کے ساتھ ایسے ہی لاپروائی برتی گئی جیسے انگریزی میں **کہانی** کے ساتھ برتی گئی۔ بلاشبہ ان کا ادبی استعمال ہم تک فارسی کے توسط سے ہوا۔ قرون وسطی فارس اور بعد ازاں ہند و فارس میں عام طور پر "**قصہ**" کو "**داستان**" پر ترجیح دی جاتی رہی۔ بنیادی طور پر "اصطلاح" **قصہ خواں**" سے " **داستان گو**" میں تبدیلی ایسے ہی در آئی، جیسے جنوبی ہند میں فارسی سے اردو کی جانب "**حکایت کے بیان**" میں۔ معلوم پڑتا ہے کہ یہ صورتحال 1830ء میں وقوع پذیر ہوئی ہو گی، جس کی وضاحت رازیزدانی اپنی تصنیف "**اردو میں داستان گوئی**"(15) میں کرتے ہیں۔ (شمس الرحمن فاروقی نے وضاحت کی ہے کہ میر اپنے اشعار میں "**افسانہ خواں**" کی اصطلاح استعمال کرتا ہے، لیکن یہ طے ہے کہ مذکورہ اصطلاح دیگر مروجہ متبادل سے بڑھ کر مروج نہ تھی۔) 1980ء تک؛ اس صدی کا عرصہ داستانوی ادب کا دورِ شباب تھا۔ صریحاً بعض دبستانِ ادب ایک طویل عرصہ تک "**امیر حمزہ**" اور "**بوستان خیال**" کو کسی حد تک داستان ہی کا درجہ دیتے تھے قصہ کا نہیں۔ مختصر نوعیت کی کوششوں میں (**حاتم طائی، چہار درویش، گل بکاولی**) بطور قصہ، داستان کی نسبت زیادہ معروف ہوئیں۔ جبکہ فرق واضح ہی نہیں بہر طور غالب تھا۔ لہٰذا میں بھی اسی بحث پر زور صرف کروں گی کہ کونسی اصطلاح نتیجہ خیز اور بر قرار رہنے کے لائق ہے۔

داستان کی اصطلاح صرف طویل داستانوں کے لیے استعمال ہوتی ہے، ہم کہہ سکتے ہیں کہ ان کی انفرادیت فی نفسہ ایک توانا احساس ہے۔ شررؔ "**داستان امیر حمزہ** " کے متعلق کہتے ہیں " کہ یہ داستان گو لوگوں کے لیے زور آزمائی کا وسیع اور اہم میدان ہے "، طوالت، حتیٰ کہ اپنی لامتناہیت کے پیش نظر "**داستانِ امیر حمزہ**" اپنے قارئین کے لیے اپنے حقیقی حریف "**بوستانِ خیال**" کے حلقے سے زیادہ تقدیم کی احتیاج رکھتی تھی۔ یہی نکتہ نظر گیان چند نے اپنی کتاب "**نثری داستانیں**" میں پیش کیا۔(16) اور دونوں حلقوں کے متعلق اپنی رائے کا اظہار اس اہم دستاویز کے وسیع تناظر میں پیش کیا۔ جاہ (17) "**طلسم ہوشربا**" کے حوالے سے اپنے نکتہ نظر کا دفاع کرتے ہوئے زیادہ سے زیادہ حوالے پیش کرتے ہیں اور، یہی ایک خوش آئند بات ہے جو مختصر کہانی کی پیشن گوئی کرتی ہے۔ یوں جیسے داستان آگے بڑھنے، شب در شب، ضخامت در ضخامت اپنے اندر لامتناہی مثالی مقاصد رکھتی ہے، ایسے داستان کی قصہ سے معنوی تقابلی تحدید نہیں ہوتی، جیسے مثال کے طور پر "**گل بکاولی**" میں شعوری طور پر پلاٹ ترتیب دیا گیا ہے اور اس کا آغاز و انجام واضح ہے۔ اُردو میں اس کی حدود کو قطعی طور پر واضح کیا جا سکتا ہے۔ اسی لیے یہاں ایک مستند تصنیف "**حاتم طائی**" کے سوا کسی کے پاس بھی بطور پایہ ثبوت کہنے کو کچھ نہیں۔ اُردو کے دور وسط میں سوائے دو انتہائی طویل داستانوں کے ایسا کوئی مبہم سلسلہ بھی دکھائی نہیں پڑتا (ان میں سے تو ایک براہ راست دوسری داستانوں کا چربہ ہے۔) کہ جس کو محض مختصر قصوں کے جمگھٹے میں طول پکڑنے کا موقع نہیں دیا

گیا۔ (18)اس روایت کی تعمیر اور منطق کے ڈانڈے ماضی قدیم سے جا ملتے ہیں جو بعد کی صورتحال سے یکسر مختلف ہے اور یقیناً ایسا ہونا بھی چاہیے۔ ماضی میں مستعمل اصطلاح **"داستان"** اور بعد ازاں رائج ہونے والی اصطلاح" **قصہ** "بجائے اصطلاح **"طویل داستان"** اور **"مختصر داستان"** بولنے میں نسبتاً آسان محسوس ہوتی ہیں۔(گیان چند اپنی تصنیف میں کم و بیش اسی اصطلاح کو استعمال کرتے ہیں۔)

چنانچہ میں سمجھتی ہوں کہ سہیل احمد خان نے **"داستان"** کا استعمال کر کے اہم تفریق کو دھندلا کر تمام روایتی کہانیوں میں امتیاز ختم کر کے ایک مسئلہ پیدا کر دیا ہے۔ان کی یہ عملی کوشش شاید **"داستان در داستان"** کی صورت میں ان کا دفاع کر سکتی ہے جو دراصل ایک جلد کی صورت میں اس کے بعد کہیں اور سے شایع ہوئی۔ لیکن ان کی اپنی تحریر کردہ کتاب **"داستانوں کی علامتی کائنات"**(19) میں ان کا نکتہ نظر مزید الجھاو کا شکار دکھائی دیتا ہے۔ تین مضامین کے اس مجموعے میں پہلے **"ہیرو"** "حاتم طائی" خیالات کی روشنی میں کئی خواہشات کی تفسیر پیش کرتا ہے ،اس سلسلے میں جوزف کیمبل(20)، موریس بورا(21)اور رینے گینو(22)وغیرہ کو بھی حواشی میں درج کیا ہے۔ دوسرا مقالہ **"تبدیلیء قالب"**(23)، مغربی قیاس اور نظریے کی تبدیل شدہ ہیت کا مکمل نمائندہ ہے جسے فسانہء عجایب، آرائش محفل اور مذہب عشق کی امثال سے سمجھایا گیا ہے جو تمام کے تمام قصوں پر مبنی ہیں۔ صرف تیسرا اور آخری مقالہ **"طلسم"** دراصل ہماری توجہ داستان کی بناوٹ اور اُس کی قابل ذکر خصوصیات کی جانب مبذول کرواتا ہے جس کی امثال حقیقی داستانوں سے دی گئی ہیں۔ مذکورہ مقالہ تمام تر صورتحال کی واضح تشریح و توضیح کے بعد داستانوی تنقید کی کٹھن صورتحال کا غماز ہے۔ مصنف اُنہیں **"طلسم"** کو مزید بہتر انداز سے سمجھانے کے لیے ایک تجویز پیش کرتا ہے جس سے وہ داستان کو سمجھانے کی یوں کوشش کرتا ہے جیسے اُس کے اولین سامعین اُسے سمجھتے تھے۔ وہ گروہ(سماج) جہاں داستان گو داستان بیان کرتے **"طلسم"** کے علامتی مفہوم کو واضح کر دیتا ہے۔ (24)مصنف کو صوفیانہ بیاضیں اُن کے علامتی معنی معلوم ہوتی ہیں؛اس طرح وہ داستان کے حوالے سے ایک طرح کی توضیح پیش کر سکتی ہیں۔جو قیاس کرتے اور اس ضمن میں قدرے ہچکچاہٹ کا شکار ہیں کہ داستانیں کسی فکری گہرائی سے تہی دامن ہیں ،صوفیا کے ہاں **"طلسمات"** کے استعمال سے کم از کم اُن پر ایک مثبت اثر پڑا۔ یہاں مصنف تاحال داستانوں پر ہونے والی معاندانہ تنقید پر مدافعانہ ردعمل کا اظہار کرتا ہے۔اس کے بعد وہ اپنی تحقیق کو واضح طور پر پیش کرتا ہے :

"داستان نگار جس رمزیت کا ذکر کرتے ہیں اُس کا تعلق صوفیانہ تعلیم سے ہے۔"(25)

مصنف اس بات کو ثابت کرنے کے لیے امثال پیش کرتا ہے کہ داستانوی طلسمات صوفیاء کے فیضان میں سے ایک ہیں۔ مجھے لگتا ہے کہ ہو سکتا ہے یہ صورتحال غیر منطقی ہو۔(صوفی طلسم اصل میں کسی داستان سے اخذ کی جاسکتی ہے۔) لیکن ان کا نکتہ نظر دلچسپ اور مواد کو پیش کرنے کا انداز قابل تعریف ہے۔ اس مقالہ میں اُن کا پیش کردہ نظریہ ہمیں یہ سمجھنے میں قوی مدد فراہم کرتا ہے کہ داستان کو تصوراتی ادب کی طرح سنجیدہ لیا جائے یہی داستان کی قدر و قیمت کے لیے طاقت ور تصور ہے، بجائے اس کے جو ظاہر ہے کہ ایسا نہیں کہ اسے "حقیقت پسندی" کے کئی حصوں میں تقسیم کر دیا جائے۔

اس ضمن میں تین کتابوں کا نکتہ نظر حال ہی میں سہیل بخاری کی شایع ہونے والی کتاب **"اُردو داستان"** کی صورت میں ملتا ہے۔ میرے نزدیک یہ قابل قدر علمی کوشش ہے لیکن اس نوعیت کے برعکس کہیں اور سے دستیاب شدہ تحقیقی انبار اکثر اُلجھاو بلکہ انتہائی پیچیدگی کا سبب بنتا ہے۔ اگر یہ معاملہ محض چند نئی علمی کتب تک محدود رہتا تو ممکن تھا کہ وہ کسی حد تک داستان کے احیا پر بھی بحث کرتیں۔ لیکن پر اُمید مستقبل کے لیے دو اشاعتیں غیر معمولی نوعیت کی حامل ہیں۔ **"طلسم ہوشربا"** کی تمام سات کی سات جلدیں خوبہو نقل مکرر اشاعت کے طور پر صرف ایک مرتبہ نہیں دو مرتبہ شایع ہوئیں ،ایک جلد بھارت اور ایک جلد پاکستان سے یہ قیمتی اثاثہ پاکستان میں سنگ میل نے شایع کیا ، اب یہ خوشنما مجلد شکل میں فیروز سنز سے بھی دستیاب ہے، جو بیش قیمت ہے اور اپنی اہمیت کے اعتبار سے انتہائی قدر و قیمت کا حامل ہے۔ انڈیا میں جلد بلکہ بہت جلد یہ مزید صراحت کے ساتھ خدا بخش لائبریری پٹنہ سے شایع ہو گا، اس میں **"باقیاتِ طلسم ہوشربا"** کے نام سے دو جلدیں شامل ہوں گی اور اضافی

طور پر داستان پر تحریر کردہ کئی طلباء کے مضامین کا انتخاب بھی شامل ہو گا۔ یہ دونوں منصوبے انتہائی اہمیت کے حامل ہیں، جو ہمیں اُس جلد تک پہنچنے میں مدد فراہم کریں گے جو "**جاہ** "نے تیار کی، یہ ایک عرصہ تک ان دونوں کے درمیان غور فکر کی دعوت دیتے ہوئے باقی مکتبہ ہائے فکر میں دلچسپی پیدا کرنے کی تحریک اُبھارے گا۔ اس نے میرے لیے رسائی میں مشکل پیدا کی اور یہ مسئلہ کچھ سال گزرنے کے ساتھ ساتھ مسلسل شدت اختیار کرتا گیا۔ جنوبی ایشیا کے ہر قابل قدر کتب خانے میں چھیالیس میں سے کچھ ہی جلدیں موجود ہیں بلکہ ہو سکتا ہے کہ ان میں سے کئی جلدیں درجنوں کے حساب سے ہوں۔ لیکن کسی بھی کتب خانے میں تمام کی تمام جلدیں موجود نہیں۔1978ء میں جب میں نے انہیں یکجا کرنا شروع کیا تو اپنے تئیں آس پاس سے فہرست حاصل کرنے کے قابل ہو ہی گئی اور کچھ ہی سالوں میں کسی حد تک پرانے کتب فروشوں سے خریدی گئی نصف سے زائد جلدوں کا انبار لگا لیا جو آج تو کسی صورت ممکن نہ ہو سکے گا۔ اور ظاہر ہے وہ جلدیں خواہ جیسی بھی ہیں اُن کا کاغذ بہت باریک اور مسلسل بوسیدہ ہو رہا ہے۔ صورتحال واضح طور پر مائیکروفلموں کا تقاضا کرتی ہے جس کے لیے مجموعی طور پر، قسمت، سخت محنت، استقامت اور بہت سی انفرادی کوششوں اور کتب خانوں کا تعاون درکار ہے جو کسی حد تک اس کوشش کی تکمیل ہے۔ اس وقت چھیالیس میں سے اکتالیس جلدوں کی مائیکروفلمیں بن چکی ہیں اور انشاء اللہ مزید تین جلدیں بھی جلد ہی تیار کر لی جائیں گی۔ (باقی ایک واحد جلد جس تک کسی صورت ہماری رہنمائی نہیں ہوئی "**طلسم خیال سکندری**" کی تیسری جلد ہے، اس کی کھوج میں کسی بھی طرح کی مدد انتہائی لائق تحسین ہو گی۔) مائیکروفلموں کے نیگیٹوز کا تمام سیٹ سینٹر فار ریسرچ لائبریریز میں محفوظ ہے۔ (26) اب شائقین علم کے لیے اس کے پازیٹوز دستیاب ہیں، اس سے بھی زیادہ اہم بات یہ ہے کہ یہ داستان مستقبل کی نسلوں کے لیے محفوظ ہو جائے گی جن کے لیے اس ورثہ کی اہمیت اس سے زیادہ ہو گی جو اُن کے اباواجداد نے اُن کے سپرد کیا۔

اُردو داستان پر بہت عرصہ پہلے انگریزی میں صرف رالف رسل کا مضمون (27)"The development of the modern novel in Urdu" ہی ملتا ہے۔ پھر یہاں قصہ جاتی ادب کے مطالعہ کے حوالے کی ایک کڑی (28) "Marvelous Encounters: Folk Romance in Urdu and Hindi" اور میرے کچھ مضامین اور تراجم ہیں جو میں نے تحریر اور ترجمہ کیے۔ لیکن اب یہ سب (29) "The Romance Tradition in Urdu: Adventures from the Dastan of Amir Hamzah" کے طور پر کتابی صورت اختیار کر جائیں گے۔ یہ ایک طویل علمی تعارف پر مشتمل ہو گا، جو ہماری موجودہ معلومات کے تناظر میں اُردو داستانوی ادب کی ترویج کا احاطہ کرے گا، اس میں عبد اللہ بلگرامی کی مرتب کردہ داستان امیر حمزہ (1871ء) مطبع نول کشور، کے نسخہ کی ایک جلد کے منتخب شدہ حوالہ جات کو نقل کیا گیا ہے اور وہ حوالہ جات کم از کم 1969ء کی اشاعت تک موجود تھے۔ میں نے اُسی خاص متن کا انتخاب کیا کیونکہ اس نسخہ کی یہ ایک جلد سب سے زیادہ مقبول ہے۔ (اپنے تئیں امیر حمزہ کی حیات کو پیش کرنے کی سہولت کو مد نظر رکھتے ہوئے نسخہ کی ایک جلد کا انتخاب کیا ہے۔) یہ کتاب کولمبیا یونیورسٹی پریس کی جانب سے منظور ہوئی۔ اس طرح کا ترجمہ اُردو سے واقفیت رکھنے والوں کے لیے محدود اہمیت کا حامل ہو سکتا ہے، لیکن اس کی قدر و قیمت داستانوی روایت کے وسیع تناظر میں مغرب کے سامعین کے لیے مددگار کے طور پر دوررغ گوئی ہو گی۔

میرے نزدیک، داستان کی بحالی کے لیے کہیں زیادہ اہم عنصر میرے اور شمس الرحمن فاروقی کے تعاون سے کی گئی وہ کوشش ہے جس میں چھیالیس جلدوں کو پڑھنے کا ارادہ ہے اور اگر وہ کامیاب ہوئے تو شاید وہ واحد ایسی زندہ شخصیت ہونگے جس نے یہ کام انجام دیا ہو۔ انہوں نے اب تک انتالیس جلدوں کا مطالعہ کیا اور اُس کی شرح کی اور اب وہ اس روایت کے ضمن میں غیر متوقع نمونوں کے متلاشی ہیں۔

چھیالیس جلدوں کی سب سے مستند اور مکمل فہرست گیان چند نے اپنی کتاب "**اُردو کی نثری داستانیں**" میں فراہم کی ہے۔ (30) یہ فہرست "ضمیمہ اول" کے ابتداء ہی میں فراہم کی گئی ہے۔ "ضمیمہ اول" اعداد شمار اور جلدوں کو گیان چند کے پیش کیے گیے اعداد شمار کے مطابق منسوب کرتا ہے؛ اُن کی تواریخ بھی درج ہیں، لیکن اس میں گاہے گاہے شمس الرحمن فاروقی کے پڑھنے کے دوران اُن کے خیال کے مطابق اصلاح کی گئی

ہے۔ آج تک فاروقی صاحب نے عبارت پر لگے نشان والی جلدوں کو ہی پڑھا ہے۔ لیکن "ضمیمہ اول" میں سب سے دلچسپ اُس کی ترتیب ہے، جو کہ بذات خود داستان کی داخلی ترتیب ہے، یہ بہتر طور پر ایک اچھے قاری کے لیے طے شدہ صورتحال ہے۔ اس میں پیش کردہ ترتیب اپنی جگہ عارضی ہے، یہ فاروقی صاحب کے کام کا وہ سلسلہ ہے جو ابھی جاری ہے اور میں نے اسے اُن کی اجازت سے ہی یہاں بیان کیا ہے۔

چنانچہ؛ یہ دعوی سچا ہے کہ داستان کی بحالی اب اپنے رستے پر گامزن ہے۔ بے مثال اور آنے والا اہم کام یقیناً شمس الرحمن فاروقی کا ہو گا، اُسے داستانوی شاعری کا اہم ترین مطالعہ تصور کیا جا رہا ہے۔ میرے پاس اپنے کام کے لیے بھی کچھ منصوبے ہیں۔ اور مجھے یقین ہے کہ پروفیسر سہیل احمد خان نے اس موضوع پر جو کہا وہ حرف آخر نہیں۔ اب "طلسم ہوشربا" کی دو نئی جلدیں مزید اُردو ادب کے طلبا اور محققین کو اس طور پر خود آگاہی پر آمادہ کریں گی کہ اُردو کی نثری روایت کی وراثت کس طرز پر ہے اور اس کے انتخاب کے لیے مغربی طرز کے نمونوں کی طرف داری پر قطعی توجہ نہ دی جائے۔ انگریزی روایات Morte d'Arthure پر فخر کر سکتی ہے، یہی اس کے لیے قابل فخر ہونے کی بنیاد ہے، اور اسکی طباعت سے کتنے عالمانہ اور ادبی مباحث نے جنم لیا۔ اُردو شاید دنیا کی سب سے عظیم رومانوی روایت پر فخر کر سکتی ہے۔ اور ہم نے حالیہ عشرے میں اسے کتنی بے فکری سے جھٹک دیا۔

ضمیمہ اول

شمس الرحمن فاروقی کی 39 جلدوں کے مطالعہ کے بعد ترتیب وار کام کی فہرست:

ترتیب مصنفہ:

*1۔ نوشیرواں نامہ، جلد 1، 1893۔ ٹی، حسین

*2۔ نوشیرواں نامہ، جلد 2، 1893 [AH1312] ٹی، حسین **[SRF:1898-9]**

- **نوشیرواں نامہ کی جلد 1 اور 2 شیخ تصدق حسین نے تیار کیں۔**
- **جامعات کے تحقیقی شعبوں میں دو اصطلاحات مروج ہیں: ایک JRF اور دوسری SRF۔ پہلی اصطلاح سے مراد Junior Research Fellowship ہے جبکہ دوسری اصطلاح سے مراد Senior Research Fellowship ہے۔**

*3۔ ہومان نامہ، جلد اول، 1901، [SRF: 1900]

- **ہومان نامہ کی جلد اول احمد حسین قمر نے تیار کی۔**

*4۔ ہرمز نامہ، جلد اول، 1900، ٹی، حسین

*5۔ کوک باختر، جلد اول، بعد از 1892ء، ٹی، حسین

*6۔ بالا باختر، جلد اول،، بعد از 1982ء، ٹی حسین [SRF: 1899]

*7۔ ارج نامہ، جلد اول، بعد از 1982ء، ٹی حسین، [SRF: 1893]

*8۔ ارج نامہ، جلد دوم، بعد از 1982ء، ٹی حسین، [SRF: 1893]

*9۔ طلسم ہوشربا، جلد 1، 1881، جاہ [SRF: 1883]

*10۔ طلسم ہوشربا، جلد 2، 1884 [AH1302]، جاہ

*11۔ طلسم ہوشربا، جلد 3، 1888-1889 [AH 1806]، جاہ

- **طلسم ہوشربا کی تین جلدیں (بالترتیب 1، 2، 3) محمد حسین جاہ نے تیار کی۔**

*34۔ باقیات طلسم ہوشربا، جلد اول، 1897 [AH1315]، قمر

*12۔ طلسم ہوشربا، جلد 4، جاہ، [SRF:1890]

*35۔ باقیاتِ طلسمِ ہوشربا، جلد2، 1897 [AH1315]، قمر

*13۔ طلسمِ ہوشربا، جلد5، حصہ اول، 1891ء[AH1308]، قمر

*14۔ طلسمِ ہوشربا، جلد5، حصہ دوم، 1891ء[AH1308]، قمر

*15، طلسمِ ہوشربا، جلد6، 1892،[AH1309]، قمر

*16۔ طلسمِ ہوشربا، جلد7، 1892 یا1893، قمر ,[SRF:1893]

31۔ طلسمِ فتنہ ءِنور افشاں، جلد اول، 1896، قمر

*32۔ طلسمِ فتنہ ءِنور افشاں، جلد دوم، 1896، قمر

33۔ طلسمِ فتنہ نور افشاں، جلد سوم، 1896، قمر

*36۔ طلسمِ ہفت پیکر، جلد اول، 1897،[AH 1315]، قمر

37۔ طلسمِ ہفت پیکر، جلد دوم، 1897،[AH 1315]، قمر

*38۔ طلسمِ ہفت پیکر، جلد3، 1897 [AH 1315]، قمر

*39۔ طلسم خیالِ سکندری، جلد1، 1990، قمر[SRF: 1897?]

40۔ طلسم خیالِ سکندری، جلد2، 1990، قمر[SRF: 1897?]

41۔ طلسم خیالِ سکندری، جلد3، 1990، قمر,[SRF: 1897?]

*42۔ طلسمِ نوخیز جمشیدی، جلد1، 1901، قمر

*43۔ طلسمِ نوخیز جمشیدی، جلد2، 1901، قمر،[SRF: 1902]

*44۔ طلسمِ نوخیز جمشیدی، جلد3، 1901، قمر،[SRF: 1902]

45۔ طلسم زعفرانِ سلیمانی، جلد1،[SRF: 1905]

*46۔ طلسم زعفرانِ سلیمانی، جلد2،[SRF: 1905]

- **اس داستان کی جلد اول اور دوم احمد حسین قمر کی وفات کے بعد شیخ تصدق حسین نے اسماعیل اثر کی اعانت سے تیار کی۔**

*17۔ صندلی نامہ، جلد اول، 1895ء، اسماعیل اثر

- **صندلی نامہ ایک جل دھارا ہے کیونکہ حمزہ پہلے پہل جلد دوم کی اس جلد میں ظاہر ہوا۔**

*18۔ تورج نامہ، جلد2، سن ندارد، پیارے مرزا اور تصدق حسین

*19۔ تورج نامہ، جلد1، سن ندارد، **شیخ تصدق حسین نے اسماعیل اثر کی اعانت سے تیار کی۔**

*22۔ آفتابِ شجاعت، جلد1، 1903ء-1908ء، تصدق حسین،[SRF: 1903]

*23۔ آفتابِ شجاعت، جلد2، 1903ء-1908ء، تصدق حسین،[SRF: 1903]

*24۔ آفتابِ شجاعت، جلد3، 1903ء-1908ء، تصدق حسین،[SRF: 1904]

*25۔ آفتابِ شجاعت، جلد4، 1903ء-1908ء، تصدق حسین،[SRF: 1905]

*26۔ آفتابِ شجاعت، جلد5، حصہ دوم، 1903ء-1908ء، تصدق حسین،[SRF: 1908]

*27۔ آفتابِ شجاعت، جلد5، حصہ دوم، 1903ء-1908ء، تصدق حسین،[SRF: 1908]

*28۔ گلستانِ باختر، جلد1 1906ء، تصدق حسین،[SRF-1909]

*29۔ گلستانِ باختر، جلد2، 1906ء، تصدق حسین، [SRF: 1909]

*30۔ گلستانِ باختر، جلد3، 1917ء، تصدق حسین

- **آفتاب شجاعت کی تین جلدیں تصدق حسین نے اسماعیل اثر کی اعانت سے تیار کیں۔ یہاں سے تسلسل کو مدنظر رکھا جائے گا کیونکہ حمزہ اور عمر لعل نامہ جلد دو کے آخر میں مر جاتے ہیں۔**

*20۔ لعل نامہ، جلد1، 1896ء، تصدق حسین

*21۔ لعل نامہ، جلد5، حصہ دوم، سن نامعلوم، تصدق حسین، [SRF: 1897]

ضمیمہ دوم:

اُردو داستان کی منتخب شدہ تنقیدی کتب:

اشرف صبوحی دہلوی، **"میر باقر علی"**، دلی کی چند عجیب ہستیاں، دہلی: انجمن ترقی اُردو ہند، 1943ء، ص36-63

راز یزدانی، **"داستانِ امیر حمزہ"**، مشمولہ: نگار، لاہور، ستمبر 1959ء، ص25-30

راز یزدانی، **"اُردو داستانوں پر کام کا تجزیہ اور تبصرہ"**، مشمولہ: آج کل، لاہور، جلد18، جولائی 1960ء، ص27-34

راز یزدانی **"اُردو میں داستان گوئی اور داستان نویسی"**، مشمولہ: آج کل، جلد18، مئی 1960، ص3-9

راز یزدانی **"مطبوعہ طلسم ہوشربا"**، مشمولہ: نگار، نومبر، 1959، ص6-12

راہی معصوم رضا، **"طلسم ہوشربا ایک مطالعہ"** بمبئی: خیابان پبلی کیشنز، 1979

رئیس احمد جعفری، **"طلسم ہوشربا"**، لاہور: شیخ غلام علی اینڈ سنز، 1959

سہیل احمد خان، **"داستان کی علامتی کائنات"**، لاہور، پنجاب یونیورسٹی، 1987

سہیل احمد خان، **"داستان در داستان؛ داستان کی ظاہری و باطنی معنویات پر منتخب مضامین"**، لاہور: قوسین، 1987

سہیل بخاری، **"اردو داستان کا فنی تجزیہ"** نقوش، 105 (اپریل تا جون 1966): ص84-99

سہیل بخاری، **"اردو دستان، تحقیقی و تنقیدی مطالعہ"**، اسلام آباد: مقتدرہ قومی زبان، 1987

عسکری، محمد حسن، **"انتخاب طلسم ہوشربا"**، لاہور: مکتبہ جدید، 1953

ایضاً، اشاعت مکرر: لکھنؤ، اُترپردیش اُردو اکیڈمی، 1985

فرمان فتح پوری، دلدار علی، **"اُردو کی منظوم داستانیں"** کراچی: انجمن ترقی اُردو، 1971

کلیم الدین احمد، **"اُردو زبان اور فن داستان گوئی"**، لکھنؤ: ادارہ فروغ اُردو، 1972

گیان چند جین، **"اُردو کی نثری داستانیں"**، کراچی: انجمن ترقی اُردو، طبع دوم، 1969

وقار عظیم، سید، **"ہماری داستانیں"**، لاہور: اُردو مرکز 1964، نظر ثانی و اضافہ شدہ اشاعت: دہلی، ادبی دنیا، 1964

یوسف بخاری دہلوی، سید، **"میر باقر علی داستان گو"**، اُردو نامہ: کراچی 23 (فروری 1961) ص51-65،

ایضاً، اشاعت مکرر **"یارانِ رفتہ"** کراچی: مکتبہ اسلوب، 1987۔ ص19-38

حواشی و حوالہ جات مترجم

*** اسسٹنٹ پروفیسر، شعبہ اُردو، یونیورسٹی آف ایجوکیشن، لوئر مال کیمپس، لاہور۔**

**** پی ایچ ڈی سکالر، شعبہ آئی آر، پنجاب یونیورسٹی، لاہور ۔**

1۔ http://www.columbia.edu/cu/mesaas/faculty/directory/pritchett.htm

2۔ "Here the Dragons" یہ محاورہ 1700ء کے اوائل میں تواتر سے ایسے " cartographers" نقشہ سازوں کے لیے استعمال کیا جاتا تھا جو نقشوں پر ناپسندیدہ مقامات اور ایسے خطرناک علاقوں کی نشاندہی کرتے تھے جہاں سمندری قزاق قابض ہوتے یا ان کے موجود ہونے کا خطرہ ہوتا یا ان کے علاوہ کسی خطرناک آبی مخلوق کا خطرہ موجود ہوتا۔

3۔ "داستان امیر حمزہ" کی جو داستان فارسی میں دستیاب ہوتی ہے وہ ایک یا چھوٹی چھوٹی دو جلدوں میں دستیاب ہے۔ اُردو میں اسے فورٹ ولیم کالج کے توسط سے 1801ء میں خلیل اللہ خان اشک نے فارسی سے اُردو میں ایک ہی جلد میں منتقل کیا، اس کے نصف صدی بعد امان اللہ خاں غالب لکھنوی نے 1855ء میں اس کا ایک نیا نسخہ تیار کیا۔ اس آخر الذکر یا دونوں نسخوں کو سامنے رکھ کر مطبع نول کشور نے عبداللہ بلگرامی کے قلم سے تیسرا نسخہ 1871ء میں تیار کیا جو معمولی ترامیم کے ساتھ پہلے تصدق حسین رضوی ایڈیشن (1877ء) اور پھر (1945ء) کے ایڈیشن کی صورت میں سامنے آیا۔ اب مجلس ترقی ادب ،لاہور نے بھی اس کی تمام جلدیں شایع کی ہیں۔

4۔ اشرف صبوحی دہلوی نے کچھ یاداشتیں قلم بند کیں اور اس میں داستان سے متعلق بھی کئی خیالات کا اظہار کیا اس سلسلے میں اگر مزید تفصیل جاننی ہو تو اشرف صبوحی دہلوی کی یاداشتیں **"میر باقر علی" "دلی کی چند عجیب ہستیاں"** جو انجمن ترقی اُردو، ہند سے 1943ء میں شایع ہوئی اسکے صفحہ نمبر 36 سے 63 تک کا مطالعہ کیا جا سکتا ہے۔ جس میں اُن کی داستان گوئی کا حوالہ خارج از دلچسپی نہیں۔ اشرف صبوحی دہلوی کے علاوہ میر باقر علی اور اُن کی داستان گوئی کے حوالے سے سید یوسف بخاری دہلوی کی کوشش **"میر باقر علی داستان گو"** کے عنوان سے فروری 1961ء میں "اُردو نامہ" کی جلد 23 میں بھی شایع ہوئی جسے بعد میں ان کی کتاب "یارانِ رفتہ" مطبع: مکتبہ ءاسلوب، 1987 میں بھی شامل کیا گیا۔

5۔ محمد حسن عسکری کی کتاب "انتخابِ طلسمِ ہوشربا" مکتبہ جدید، لاہور سے 1953ء میں شایع ہوئی، جبکہ بعد میں اسے اُتر پردیش اُردو اکیڈمی، لکھنؤ سے 1985ء میں بھی شایع کیا گیا۔

6۔ اس ضمن میں **"راز یزدانی"** کے چار مقالے قابل ذکر ہیں جن کی ترتیب کچھ یوں ہے:

راز یزدانی، **"داستانِ حمزہ"**، مشمولہ: نگار، (ستمبر 1959ء)، ص 25-30

راز یزدانی، **"مطبوعہ طلسم ہوشربا"**، مشمولہ: نگار، (نومبر 1959ء)، ص 6-12 (علامہ نیاز فتح پوری صاحب کی ادارت میں بھوپال سے رسالہ "نگار" کا ۱۹۲۲ء میں اجراء ہوا، پھر لکھنؤ منتقل ہوا بعد ازاں علامہ صاحب ہجرت کر کے پاکستان آگئے تو یہ رسالہ بھی کراچی منتقل ہو گیا۔)

راز یزدانی **"اُردو میں داستان گوئی اور داستان نویسی"**، مشمولہ: آج کل، جلد 18، (مئی 1960ء)، ص 3-9

راز یزدانی **"اُردو داستانوں پر کام کا تجزیہ اور تبصرہ"**، مشمولہ: آج کل، جلد 18، (جولائی 1960ء)، ص 27-34

(رسالہ "آج کل" کا اجراء نومبر 1942ء میں دلی سے ہوا۔)

7۔ اس ضمن میں سید وقار عظیم کی کتاب **"ہماری داستانیں"** کا مطالعہ کیا جا سکتا ہے جسے اول: اُردو مرکز لاہور نے 1964ء میں شایع کیا، دوم: اسے اضافات کے ساتھ دوبارہ ادبی دنیا، دہلی سے 1964ء میں شایع کیا گیا۔

8۔ رئیس احمد جعفری، **"طلسم ہوشربا"**، لاہور: شیخ غلام علی اینڈ سنز، 1959ء

9۔ فرمان فتح پوری، دلدار علی، **"اُردو کی منظوم داستانیں"**، کراچی: انجمن ترقی اُردو، 1971ء

10۔ گیان چند جین، **"اُردو کی نثری داستانیں"**، طبع دوم، کراچی: انجمن ترقی اُردو ہند، 1969ء

11۔ کلیم الدین احمد، **"اُردو زبان اور فن داستان گوئی"**، لکھنؤ: ادارہ فروغ اُردو، 1972ء

12۔ راہی معصوم رضا، **"طلسم ہوشربا اک مطالعہ"**، بمبئی: کیابان پبلی کیشنز، 1979ء

13۔ انڈو آرین زبان [ہند آریائی زبانیں، ہندستانی زبانیں]

14۔ اس ضمن میں سہیل بخاری کا مقالہ **"اُردو داستان کا فنی تجزیہ"** مشمولہ: نقوش، جلد 105 (اپریل-جون) 1966ء میں شایع ہوا۔ جبکہ دوسری کوشش "اُردو داستان تحقیقی و تنقیدی مطالعہ" کی صورت میں مقتدرہ قومی زبان، اسلام آباد سے 1987ء میں شایع ہوئی۔

15۔ راز یزدانی **"اُردو میں داستان گوئی اور داستان نویسی"**، مشمولہ: آج کل، جلد 18، (مئی 1960ء)، ص 6-7

16۔ گیان چند جین، **"اُردو کی نثری داستانیں"**، ص 56-57

17۔ داستان امیر حمزہ کی کل سات جلدیں ہیں جن میں سے اس داستان کی اولین چار جلدیں **احمد حسین جاہ** نے مکمل کیں جبکہ بقیہ تین جلدیں **احمد حسین قمر** نے مکمل کیں۔

18۔ اس سلسلے میں تیسری رائے جو رضا لائبریری رامپور میں قلمی مسودے کی صورت میں موجود ہے ناقص ہے۔[مدیر]

19۔ سہیل احمد خان، **"داستانوں کی علامتی کائنات"**، لاہور: پنجاب یونیورسٹی، 1987ء

20۔ **"جوزف کیمبل"** امریکی مصنف، معلم، نقاد، ماہر علم الاصنام، ان کے کارنامہ ہائے میں نمایاں کام Comparative mythology and Comparative Religion.

21۔ **"موریس بورا"** انگریزی مصنف آکسفورڈ یونیورسٹی سے فارغ التحصیل تھے، ادبی نقاد اور قدیم یونانی ادب پر قابل قدر تحقیقی کام چھوڑا۔

22۔ **"رینے گینوں"** فرانسیسی مصنف تھے جو عبدالوحد یحیٰی کے نام سے بھی جانے جاتے ہیں۔ مابعد الطبعیات، تاریخ، مذہبیات، ریاضیات اور علم الاصنام پر قابل قدر تحقیقی کام چھوڑا۔

23۔ سہیل احمد خان کی کتاب **"داستان در داستان"** میں "داستانوں کی ظاہری و باطنی معنویات پر منتخب مضامین" میں یہ مضمون بھی شامل ہے جسے رسالہ "قوسین" نے 1987ء میں لاہور سے طبع کیا۔

24۔ یہ نکتہ نظر سہیل احمد خان کی کتاب "داستانوں کی علامتی کائنات" میں تحریر کردہ ایک مضمون **"طلسم"** سے لیا گیا ہے۔ اس کتاب میں تین مضامین ہیں جن کا عنوان اور ذکر مقالے کے متن میں موجود ہے۔

25۔ سہیل احمد خان، "داستانوں کی علامتی کائنات"، لاہور: پنجاب یونیورسٹی، 1987، ص 73

26۔ مصنفہ نے اس ضمن میں نیگیٹوز دیکھنے یا نقول منگوانے کے لیے پتہ اور فون نمبر بھی فراہم کر دیا ہے: 6050 ساوتھ کین وڈ، شکاگو، ایلینیوز 60637: فون نمبر: 312-955-4545

27۔ یہ مضمون **"The development of the modern novel in Urdu"** کے عنوان سے مضامین کے اُس مجموعے میں شایع ہوا جسے T.W. Clark نے مرتب کیا اور اسے George Allen اور Unwin نے لندن سے 1970ء میں شایع کیا۔ یہ مضمون اس کتاب کے صفحہ نمبر 102 سے شروع ہوتا ہے۔

28۔ یہ کتاب **"Marvelous Encounters: Folk Romance in Urdu and Hindi"** ہے جسے Frances W. Pritchett نے تحریر کیا یہ کتاب داستان اور قصہ کے فرق اور اس کی روایت کو سمجھنے کے حوالے سے بہت منفرد حیثیت رکھتی ہے۔ کتاب **Riverdale Maryland:The Riverdale Company1985** میں شایع ہوئی۔

29- یہ کتاب **"The Romance Tradition in Urdu: Adventures from the Dastan of Amir Hamzah"** کے عنوان سے New York Columbia University Press سے 1991ء میں شایع ہوئی جس کی مصنفہ Frances W.Pritchett ہیں۔

30۔ گیان چند جین نے یہ فہرست اپنی کتاب "اُردو کی نثری داستانیں" میں پیش کی ہیں جو صفحہ نمبر 473-474 پر ملاحظہ کی جاسکتی ہے۔